دل کی بات

سانحۂ ارتحال، مرزا محمد حسن چغتائی (رحمۃ اللہ علیہ)

(امیر عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان)

میں نے اپنی پینتیس سالہ مشاہداتی زندگی میں کبھی بھی انہیں بلند آواز سے بولتے نہیں سنا، کبھی کسی سے الجھتے نہیں دیکھا، کبھی کسی بات پر اصرار کرتے نہیں پایا، اکڑ کر چلتے ہوئے نہیں دیکھا، مجلس میں نمایاں جگہ پر بیٹھنا گویا ان کے لئے الم کا مرحلہ ہوتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ وہ احرار کے اجلاس میں موجود ہیں مگر ایسے کہ آواز دے کر پوچھنا پڑتا کہ چغتائی صاحب ہیں تو ایک نحیف سی آواز ابھرتی اور پھر لرز کر تحلیل ہو جاتی کہ میں یہیں ہوں اور بڑے اصرار کے ساتھ انہیں کہنا پڑتا کہ آئیے آگے آجائیے اور اجلاس کی کارروائی لکھنے کا فریضہ سنبھالئے تب جاکر چغتائی صاحب کارکنوں کے سامنے جلوہ افروز ہوتے۔ منحنی سا آدمی، مرنجاں مرنج، کم گو، تُلی تُلی مضبوط رائے کا مالک، اعلیٰ درجے کا خوش نویس، بلا کا حافظہ تھا، دل و نگاہ اور ہاتھ کا امین، شب زندہ دار، فرائض و نوافل کا پابند، ذاکر و شاغل، مگر صاحب کیا مجال ہے جو کسی کو کانوں کان خبر ہو! گویا اک عالم شہود میں فکر و نظر ہیں آپ کے! دیکھنے والا سمجھتا اونگھ رہے ہیں، عالم نہ تھے مگر علم سے فکر روشن رکھتے تھے۔ حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کے ساتھ ۳۲ء میں منسلک ہوئے، احرار کا سرخ چولا زیب تن کیا اور فقر کی شب ہائے دراز میں بھی اسی گل گوں قبا کے ساتھ گئے۔ اکثر کہا کرتے تھے ہم نے یہ سرخ قمیص اس لئے نہیں پہنی تھی کہ سیاسی موسموں کے بدلتے ہی لباس و رنگ بھی بدل دیں گے یہ تو قبائے لا اِلٰہ ہے جو ہمیں امیر شریعتؒ نے پہنا دی ہے۔ اسے موت بھی نہیں اتار سکتی!

۱۲ر اپریل شب ۲ بجے قبائے لا اِلٰہ زیب تن کئے یہ بندۂ حق واصل بحق ہوا!

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ وادخلہ الجنۃ واظلہ تحت ظل عرشک آمین یا ارحم الراحمین ط